اخبار کے تراشے

حضرت مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن کو خراج تحسین

"اگرچہ ہندوستان و پاکستان کے متعدد علماء نے قرآن مجید کے ترجمے کئے ہیں۔ اس پر حواشی لکھے ہیں اور اس کی تفسیریں بھی لکھی ہیں مگر یہ امتیاز، محمد علی، صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بعد سے اب تک صرف مولانا عبدالماجد دریا بادی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۷ء) ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے انگریزی و اردو دونوں زبانوں میں ترجمہ بھی کیا اور مکمل تفسیر بھی لکھی۔ نیز مولانا نے بائبل کی زبان میں ایک علیحدہ ترجمہ کیا اور ترجمہ میں اس کا خاص التزام کیا کہ کوئی لفظ بلکہ حرف بلا ترجمہ نہ رہ جاتے اور عربی لفظ کے مقابل ہی انگریزی لفظ ہو۔ تفسیر میں خصوصیت کے ساتھ ان اعتراضات و شبہات کا محققانہ و تسلی بخش جواب دیا جو غیر مسلم خصوصاً مسیحی ارباب علم و دانش اور جدید تعلیم یافتہ و تجدد زدہ مسلمانوں کے دل میں قرآن مجید اور اس کی تعلیمات اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و کارنامہائے حیات کے بارہ میں پیدا ہوتے رہتے تھے اور اس کا اظہار ان کی زبان و قلم سے ہوتا رہتا تھا۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمے متعدد یورپین مسیحیوں نے کئے ہیں جن میں جارج سیل اور راڈول کے ترجمے بہت قدیم ہیں اور آربری اور بیل کے ترجمے بعد کے ہیں۔ جارج سیل اور راڈول نے آیات قرآنی پر حواشی بھی دیے ہیں لیکن وہ ان کے عقائد و افکار کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان میں جا بجا اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات گرامی پر حملے کئے گئے ہیں نیز بعض مقامات پر اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ اور مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ مولانا نے ڈاکٹر بیل کے ترجمہ اور ڈاکٹر وہری کی Commentary on the Qur'an کا اپنے دیباچہ میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے ہوتے لکھا ہے کہ:-

"To Dr. Bell, the latest of English translators, my debt is specially great... I have also largely drawn upon Wherey's Commentary and, in a lesser degree, upon Abdullah Yusuf Ali's".

محمد علی لاہوری نے جو انگریزی ترجمہ قرآن مجید حواشی کے ساتھ کیا تھا وہ ایک زمانہ میں کافی مقبول رہا کیونکہ اس وقت ہندوستانی مسلمان کا کیا ہوا کوئی اور قابل ذکر ترجمہ موجود نہ تھا بجز مرزا ابوالفضل کے ایک ترجمہ کے جو بغیر اصلی عربی عبارت کے تھا اور نہ صرف یہ کہ گمنام رہا بلکہ عقائد اسلام کی عجیب اور دور از کار تشریحوں کی بنا پر کافی بدنام بھی رہا۔ مولانا نے اپنے دور الحاد میں محمد علی لاہوری کے ترجمہ کا بغور مطالعہ کیا اور اس سے ان کو کافی نفع بھی پہنچا اور جن کتابوں کا مطالعہ ان کو الحاد سے اسلام کی طرف لایا اس میں اس ترجمہ کو بھی خاص دخل تھا۔ مترجم کے اس احسان کو مولانا نے ہمیشہ یاد رکھا اور اپنی تحریروں میں متعدد بار اس کا ذکر بھی کیا۔"

—— (پروفیسر محمد اقبال انصاری، سابق صدر شعبہ اسلامیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، (علی گڑھ) ماہنامہ، فاران، لاہور جنوری ۱۹۹۰ء)

جناب یحییٰ بختیار صاحب، سابق اٹارنی جنرل پاکستان، سے منیر احمد منیر، مدیر "آتش فشاں" کے انٹرویو سے اقتباس

"س ---- چودھری ظفر اللہ خاں نے "آتش فشاں" کو ایک انٹرویو میں بتایا تھا کہ "بھٹو صاحب نے ۱۹۷۳ء کے آئین کا مسودہ یحییٰ بختیار کے ہاتھ مجھے نظر ثانی کے لیے لندن بھیجا"۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "سیاسی اتار چڑھاؤ")۔

ج ---- میں خود گیا تھا۔ چودھری صاحب سے میرے اچھے مراسم تھے۔ میں انٹرنیشنل کورٹ جاتا تھا کیں کرنے کے لیے پاکستان کی

طرف سے۔ پہلے ہمارا انڈیا سے جھگڑا تھا۔ ہمارے جہاز ایسٹ پاکستان جارہے تھے۔ اوور فلائٹس۔ انڈین علاقے میں نہیں جاسکتے تھے۔ ان کا جھگڑا تھا۔ بھٹو صاحب نے مجھے بھیجا حالانکہ لاء سیکرٹری وغیرہ چاہتے تھے کہ کوئی اور وکیل جاتے۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ اٹارنی جنرل جاتے گا۔ ہم گئے انٹرنیشنل کورٹ میں۔ ہمارے حق میں فیصلہ ہوا۔

س ۔۔۔ چودھری صاحب نے ۷۳ء کے آئین پر نظر ثانی کی تھی؟

ج ۔۔۔ حفیظ پیرزادہ لاء منسٹر تھے اور بحیثیت لامنسٹر وہ کانسٹی ٹیوشن ڈرافٹنگ کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ میں اس کمیٹی کا ممبر تھا۔ شاہ احمد نورانی تھے۔ اور بھی تھے۔ میں کیسز وغیرہ میں لگا رہتا تھا۔ کبھی انٹرنیشنل کورٹ میں ایک کیس کرو کبھی دوسرا کیس کرو۔ کبھی ہائی کورٹ میں، کبھی سپریم کورٹ میں۔ تو میں باقاعدگی کے ساتھ ڈرافٹنگ کمیٹی میں نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ مسودہ تیار ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی زبان میں کچھ تشنگی ہے۔ ہمارے پاس کوئی ڈرافٹس مین نہیں تھا۔ پہلے کانسٹی ٹیوشن بنا تھا ۵۶ء میں۔ اس سے پہلے ڈریٹن (Drayton) کو رکھا تھا ایکسپرٹ۔ بڑا مشہور تھا۔ ڈرافٹس مین تھا۔ آسٹریلیا کا تھا یا کہاں کا تھا۔ وہ مشورہ دیتا تھا۔ پھر جیننگز بڑے مشہور تھے۔ انہوں نے سری لنکا کا بھی آئین بنایا تھا۔ پھر وہ ایڈوائزر بنے۔ وہ زبان کو پالش کرتے تھے۔

س ۔۔۔ ان دونوں کی خدمات ۵۶ء کے آئین کے لیے حاصل کی گئیں؟

ج ۔۔۔ خواجہ صاحب (خواجہ ناظم الدین رح) کا ۵۴ء کا آئین جو بن نہیں سکا تھا۔

س ۔۔۔ نافذ نہیں ہوسکا تھا۔

ج ۔۔۔ تب ڈریٹن تھے۔ جیننگز ایڈوائزر تھے ۵۶ء میں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔

س ۔۔۔ آپ نے دیکھا کہ ۷۳ء کے آئینی مسودے کی زبان میں کچھ تشنگی ہے۔

ج ۔۔۔ میں نے کہا کہ اس میں زبان کو پالش کرنے کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں، کیا کریں۔ میں نے (بھٹو صاحب سے) کہا ظفر اللہ خاں اچھے ایکسپرٹ ہیں۔ ان کی زبان اچھی ہے۔ ان کا تجربہ بھی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کے انہیں دکھا دیتا ہوں کہ وہ ٹھیک کریں، تبدیل کریں یا مشورہ دیں۔ انہوں نے کہا، ٹھیک ہے۔ وہ اس وقت انٹرنیشنل کورٹ چھوڑ چکے تھے۔ میں گیا۔ میں ان سے ملا۔ انہوں نے دیکھا اس کو۔ پھر ہم اکٹھے بیٹھے ایک دن۔ تین نشستیں کیں ہم نے۔ انہوں نے کچھ تجویزیں بھی دیں وہ ٹھیک تھیں۔ ٹھیک ہے میں ان کے پاس (لندن) گیا تھا۔

س ۔۔۔ آئین میں کسی خاص تبدیلی کے لیے نہیں۔

ج۔ پالیسی کی بات نہیں تھی۔ صرف زبان کی درستی کے لیے۔

س ۔۔۔ تاکہ زبان کانسٹی ٹیوشن ہوجاتے۔

ج ۔۔۔ زبان کانسٹی ٹیوشن ہوجاتے۔

س ۔۔۔ ان کی تجاویز کیا تھیں؟

ج ۔۔۔ تجاویز نہیں تھیں۔ لکھا ہوا تھا، غیر مسلم، قادیانی ہیڈ آف دی سٹیٹ نہیں بن سکتا۔ پرائم منسٹر نہیں بن سکتا۔ یہ ہم نے شامل کیا تھا اس میں۔ یہ میری تجویز تھی۔ ڈرافٹنگ کمیٹی کی میٹنگ تھی۔ بھٹو صاحب پریذائیڈ کر رہے تھے۔ کہنے لگے، گڑبڑ ہوگئی ہے۔ یہ فیصلہ تو ہو چکا تھا کہ پریذیڈنٹ مسلمان ہوگا۔ اس وقت پریذیڈنٹ کی بات ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس وقت صدارتی تھا۔ وہ کہہ رہے تھے، نورانی صاحب، مفتی محمود کہ مسلمان کی تعریف بھی تو کرو نا۔ کل کو کوئی قادیانی بیٹھ جاتے گا۔ ہیڈ آف دی سٹیٹ ہوجاتے گا۔ تو اس میں گڑبڑ ہوگئی کہ کیا تعریف ہو؟ قیوم خاں مخالفت کر رہے تھے۔ جے اے رحیم مخالفت کر رہے تھے۔ بھٹو صاحب مجھے کہنے لگے کہ پھنسے ہوتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ میں نے کہا، ایک

آدمی ہے جس کا سارا مسئلہ ہے۔ آپ کانسٹی ٹیوشن میں ڈیکلریشن ڈال رہے ہیں۔ اس کی بجائے اس کی قسم میں ڈال دیں۔ جو حلف اٹھاتا ہے اس میں ڈال دیں کہ میں مسلمان ہوں وغیرہ۔ سب ایگری کر گئے کہ ٹھیک ہے۔ یہ میں نے تجویز دی تھی۔ اس کے بعد یہ کر دیا گیا کہ (صدر) مسلمان ہو گا۔ ختم نبوت پر اس کا عقیدہ ہو گا۔ یہ اور وہ۔ پرائم منسٹر کا رکھ دیا بعد میں۔

س ۔۔۔ چودھری صاحب نے اس پر کیا کہا؟

ج ۔۔۔ چودھری صاحب نے دیکھا اس کو۔ کہتے ہیں یار تم کیا باتیں کرتے ہو۔ میں اس کے باوجود قسم لے سکتا ہوں۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں قسم کے لیے تیار ہوں۔ ہم تو نہیں کہتے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین نہیں تھے۔ ہم تو مانتے ہیں۔ وہ (مرزائی) تو اور Twist (معنی) دیتے ہیں نا اس کو۔

س ۔۔۔ کوئی خاص تجاویز نہیں دیں؟

ج ۔۔۔ زبان کی بات تھی۔ ٹیکنیکل بات تھی۔ تیار ہو چکا تھا۔ صرف اس کو پالش کرنا تھا۔

س ۔۔۔ مشہور ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دلوانے میں شاہ فیصل کا بھی دباؤ تھا۔

ج ۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔

س ۔۔۔ اقلیت قرار دینے کے سلسلے میں بھٹو صاحب کے حوالے سے چودھری صاحب راوی ہیں:- "یوں تو انہوں نے حضرت صاحب کو ایک دفعہ ملاقات کے لیے بلایا اور باتوں کے دوران ادھر ادھر دیکھا اور کہا، کہ یہاں قرآن کریم نہیں ورنہ میں قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہوں"۔ (بحوالہ "سیاسی اتار چڑھاؤ")۔

ج ۔۔۔ ویسے بھٹو صاحب نہیں چاہتے تھے۔

س ۔۔۔ بھٹو صاحب مرزائیوں کو اقلیت قرار دینا نہیں چاہتے تھے۔

ج ۔۔۔ نہیں۔

س ۔۔۔ پھر کیوں اقلیت قرار دے دیا۔

ج ۔۔۔ انہوں نے کہا تھا کہ پہلے ہماری بات سنیں۔ ہمیں موقع دیں۔ پھر یہ ہوا کہ مولوی سوال پوچھیں گے تو بے عزتی کریں گے۔ جے اے رحیم نے کہا کہ اٹارنی جنرل کے ذریعے سوال پوچھیں۔ یہ فیصلہ ہوا۔ میں نے مرزا ناصر احمد پر جرح کی۔ جرح ختم ہوئی۔ میں اسمبلی میں اختتامی تقریر کر رہا تھا۔ جو کچھ ہوا تھا اس کا خلاصہ بتا رہا تھا ہاؤس کو۔ کہ کس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ صاحبزادہ فاروق علی خاں سپیکر تھے۔ دو دفعہ میرے پاس چٹ آئی کہ پرائم منسٹر بلا رہے ہیں۔ وہ راولپنڈی میں تھے۔ میں اسلام آباد میں تھا۔ بھاگا وہاں گیا۔ کوثر نیازی بیٹھا تھا۔ مصطفیٰ صادق بیٹھا تھا۔ بیگم بھٹو بیٹھی تھیں۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ آج آپ انہیں اقلیت قرار دے رہے ہیں کل آپ شیعہ کو بھی بنائیں گے۔ یہ تو پھر سلسلہ چلتا ہی رہے گا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بھٹو صاحب کہتے ہیں، میری بیوی ناراض ہے۔ انہیں (مرزائیوں کو) چھوڑ دیں۔ میں نے کہا، میں کیسے چھوڑوں۔ آپ نے مجھے پھنسایا۔ میں تو نہیں بنانا چاہتا ان کو میناریٹی۔ آپ ہی نے میرے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ آپ ہی ان سے سوال پوچھیں۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ کوئی بھی ہو ان کو اقلیت قرار دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ مرزا صاحب (مرزا ناصر احمد) نے بات ہی ایسی کہہ دی ہے۔ بھٹو صاحب کہنے لگے، مرزا صاحب میرے پاس آتے تھے کہ اٹارنی جنرل کو روکو مجھ سے سوال نہ پوچھے، چھ سات دن گزر گئے۔ بھٹو صاحب کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کیا بات ہوئی۔ مرزا صاحب نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا، کیا غلطی ہوئی آپ سے۔ کہنے لگے، میں کوئی بات کہہ چکا ہوں۔ میں نے انہیں کہا کہ میں اسے (اٹارنی جنرل کو) کہہ دیتا ہوں کہ پھر پوچھ لے۔ کہنے لگے نہیں میں نہیں کر سکتا۔ میں نے پوچھا، کیوں نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں، میرے عقیدے کی بات ہے۔

س ۔۔۔ کیا غلطی ہو گئی ان سے؟

ج ۔۔۔ انہوں نے خطبے میں کہا تھا کہ اگر میں کہوں کہ میں مسلمان ہوں تو مولانا مودودی، مفتی محمود یا بھٹو کو یہ حق نہیں پہنچتا کہیں کہ

میں مسلمان نہیں ہوں۔ انہوں نے اس کی کاپیاں انگریزی میں ٹرانسلیٹ کر کے دی تھیں آ گئے۔ میں نے کہا، آپ نے یہ بات کہی ہے۔ کہتے ہیں، ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔ غلط کہی ہے؟ میں نے کہا نہیں بالکل ٹھیک کہتے ہیں آپ۔ اگر آپ کہیں کہ بھٹو صاحب، مفتی محمود اور مولانا مودودی مسلمان نہیں ہیں تو ان کو بھی حق ہے کہ کہیں کہ آپ مسلمان نہیں ہیں۔ کہتے ہیں، ہاں۔ میں نے کہا، میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔ سوچ میں پڑ گئے۔ کہنے لگے ہاں۔ میں نے کہا Sorry یہ بات آپ نے کہی ہے۔ مرزا بشیر احمد جو کہ آپ کے، مرزا ناصر احمد کے، چچا ہیں اور مرزا بشیر الدین محمود جو تھے نا، ان کے چھوٹے بھائی۔ ایم ایم احمد کے والد۔ انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے کہ جو موسیٰؑ کو مانتا ہے عیسیٰؑ کو نہیں مانتا۔ جو عیسیٰؑ کو مانتا ہے وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتا۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مانتا ہے مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ پکا کافر ہے۔ میں نے کہا، آپ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہتے ہیں، ہاں۔ میں نے کہا، میں نہیں مانتا۔ مفتی محمود نہیں مانتے کہ نبی ہیں مرزا صاحب۔ مولانا مودودی، مفتی محمود اور بھٹو آپ کے پوائنٹ آف ویو سے سب کافر ہو گئے۔ اگر وہ کافر ہیں تو آپ انہیں کافر کہتے ہیں یا مسلمان کہیں گے۔ پھنس گئے۔ کہنے لگے، ہاں۔ میں نے کہا، دائرہ اسلام ہے۔ اس سے باہر کون ہے۔ اندر کون ہے۔ حقیقی مسلمان کی انہوں نے تعریف کی تھی گیارہ بارہ صفحات کی کہ کیا ہے حقیقی مسلمان۔ میں نے کہا، حقیقی مسلمان آپ کے نزدیک یہ ہے۔ آج کل حقیقی مسلمان نہیں ہے آپ کے زمانے میں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کتنے گزرے؟ کہنے لگے۔ بہت۔ بہت ہیں۔ میں نے کہا، کتنے ہیں؟ پانچ ہیں۔ دس ہیں۔ سو ہیں۔ ہزار ہیں۔ لاکھ ہیں۔ کہتے ہیں، لاکھوں ہیں۔ میں نے پوچھا آجکل بھی ہیں کہا آجکل بھی ہیں۔ میں نے پوچھا غیر احمدی بھی ہیں کہتے ہیں نہیں۔ حقیقی مسلمان میں غیر احمدی نہیں ہو سکتا۔ اس پر مرزا ناصر احمد نے بھٹو صاحب سے کہا تھا کہ غلطی ہو گئی۔ میں نے کہا غلطی ہوتی پھر یہ نہ کہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ بات ختم کریں۔ جب آپ کہتے ہیں کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ غیر احمدی حقیقی مسلمان نہیں بن سکتا تو پھر یہ کیسے توقع رکھتے ہیں۔ عزیز احمد جیسے بلکہ شیخ رشید جیسے بیٹھے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ انہیں غیر مسلم نہ بنایا جاتے۔ کہنے لگے یہ تو خود ہی اس طرف چلے گئے۔ بھٹو صاحب نہیں چاہتے تھے۔ میں نہیں چاہتا تھا۔ کوئی نہیں چاہتا تھا۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو مرزا صاحب کو نبی مانتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وہ تو انہوں نے بین کر دی تھی ورنہ آپ ساری کارروائی پڑھ لیں بڑی دلچسپ ہے۔ گیارہ دن میں نے ان پر جرح کی ہے۔

س ---اسمبلی میں۔

ج ---اسمبلی میں۔ ساری اسمبلی کی کمیٹی بنا دی تھی۔ اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہو گی تا کہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔ ماریں گے۔ کچھ کریں گے۔ میں نے ان پر سوالات کیے تھے گیارہ دن۔

س --- چودھری ظفر اللہ خاں نے مجھے بتایا تھا کہ انہیں صاحبزادہ فاروق علی خاں نے کہا کہ اگر وہ کارروائی شائع کر دی جاتے تو آدھا پاکستان احمدی ہو جاتے؟

ج --- سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جی۔ ماریں گے لوگ انہیں۔

س --- اچھا!

ج --- ہاں۔

س --- پھر صاحبزادہ صاحب نے یونہی کہہ دیا ہو گا۔ یا پھر چودھری صاحب کو بات سمجھنے میں غلطی لگی ہو گی؟

ج --- چھاپ لیں۔ ہمیں کیا اعتراض ہے۔ اگر ان کی رضا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

س --- وہ رپورٹ ان کے خلاف جاتی ہے۔

ج --- ان کے خلاف جاتی ہے۔

(آتش فشاں، لاہور، مئی ۱۹۹۴ء، ص ص ۳۰ تا ۳۲)